ریاضِ جنت

الموسوم بہ اسمِ تاریخی

گلدستۂ تسکین ۱۳۲۷ھ

کلام دل نشیں از شاعر پر تمکیں مخزن انوار الٰہی منبع اسرار نامتناہی

مطلع فیوض ربانی حاوی معقول و منقول جامع فروع و اصول

مرشدی حضرت فقیر میاں سید یوسف صاحب قبلہ

عرف خوب صاحب میاں صاحب تسکین مہدوی

جسکو

فخر قوم عالیجناب معلی القاب نواب نصیب یاور جنگ بہادر

دام اقبالہٗ نے قومی اصحاب کی دل بستگی کیلئے

بمطبع نظامِ دکن میں طبع کرا کے ہدیۂ قوم فرمایا

ریاضِ جنّت

الموسوم بہ اسم تاریخی

گلدستۂ سحر تسکین ۱۳۲۷ھ

کلام دل نشیں از شاعر پرتمکیں مخزن انوار الٰہی منبع اسرار نا متناہی
مطلع فیوض ربانی حاوی معقول و منقول جامع فروع و اصول
مرشدی حضرت فقیر میاں سیّد یوسف صاحب قبلہ
عرف خوب صاحب میاں صاحب تسکینؔ مہدوی

جسکو

فخر قوم عالیجناب معلی القاب نواب نصیب یاور جنگ بہادر
دام اقبالہٗ نے قومی اصحاب کی دل بستگی کیلئے
مطبع نظام دکن بالا عیسٰی طبع کراکے بطور ہدیہ قوم فرمایا

التماس

محبان قوم! یہ ایک قومی گلدستہ ہے جو ہمارے قومی اور نازک خیال شاعر
حضرت پیر و مرشد جناب سید یوسف صاحب تسکین عرف خوبصاحب میان صاحب
ابن حضرت فقیر میان سید یداللہ صاحب قبلہ مرحوم و مغفور مرشد نواب غلام محمد
غوث خانصاحب بہادر مہدوی نواب سمستان نارائن پور کے طبع سخن پرور
کی بلند پروازیون کی تصویر ہے اس گلدستہ مین ایک قصیدہ نعتیہ در شان حضرت
مہدی موعود علیہ الصلواۃ والسلام و ایک خمسہ بر قصیدہ جناب مولوی سید جلال الدین
صاحب توفیق در شان حضرت بندگی میان سید خوندمیر صدیق ولایت سید الشہدا
رضی اللہ تعالی عنہ و ایک مرثیہ بذکر شہادت حضرت میان سید جلال الدین صاحب
ابن حضرت صدیق ولایت رضی اللہ تعالی عنہ و ایک قصیدہ در شان حضرت
بندگی میان سید محمود صاحب سید نجی خاتم المرشدین در بیہ فیض متعید رحمتہ اللہ علیہ
ہے اور یہہ سب باوقات مختلف قومی جلسون مین پڑہے جاچکے ہین جنکو قومی
اصحاب نے پسند فرمایا ہے اور اسی مقبولیت کی وجہ سے فخر قوم امیر ابن امیر
عالیجناب معلی القاب نواب نصیب یاور جنگ بہادر دام اقبالہ نے اسکو طبع
کراکے ہدیتہً افراد قوم کے پیشکش کیا ہے امید کہ قوم اسے قدر کے ہاتون قبول
کرے گی جس سے نواب صاحب کی خوشنودی طبع اور مصنف کے کلام کی
قدر و یادگار متصور ہے فقط۔

الملتمس

عالم خان حسن زی

قصیدۂ نعتیہ در شان حضرت مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از سر نو کھولدے پھر مے فروشی کی دکان
بیٹھا ہے خاموش کیون دم باندھ کر پیر مغان

رنگ لائے اور ہی کچھ حسرت زمانہ پھر
آج گر پوری نہ کی تو نے امید می کشان

آج وہ بھر دے مجھے جام شراب بیخودی
چشم میگون سے ہون ظاہر کیفیت کی مستیان

قطرہ ہائے مے جو وہ برسین خفتگان خاک پر
جی اوٹھین مدفن سے پھر پاکر حیات جاودان

جوش مستی مین عنادل کی وہ چہلین دیکھکر
شاخ گل سے کرتی ہے باد صبا اٹکھیلیان

آ عروس دختر رز گرم آغوشی کرین
ہے ترے عشاق کو پروائے رسوائی کہان

یون ہے اب جوش ترقی پر میری طبع کہن
ہو زلیخا جسطرح پیرانہ سالی مین جوان

دیکھنا پرواز عنقائے مضامین کی مرے
شاخ طوبے معانی پر ہے جسکا آشیان

طایر سدرہ نشین بھی گیا پر ڈال کر
دیکھنا مضمون اعلیٰ کی بلند پروازیان

بھول جائین چہچہے اپنے جو مین چہکون ذرا
طوطی شیراز ہو یا بلبل ہندوستان

خوش نوائی پر میری کیونکر نہ ہون دشمن فدا
مین جو لب کھولون پھڑک جائین ہزارون مرغ جان

انتقام بلبل ناشاد پورا ہو چکا
دامنِ گل کی اوڑا ڈالین صبا نے دھجیان

تا کجا تسکین ذکر بلبل و گل تا کجا
تا بکے اس بزم مین رنگ غزل کی شوخیان

مطلع تازہ پڑھ ایسا کوئی رنگ نعت مین
غنچہ سربستہ سے ظاہر ہون اسرار نہان

مطلع

ہے طریق نعت مین دل پیشوای قدسیان
شاہد مقصود ہی آغوش مطلب مین نہان

یا الٰہی تھی وہ جو ہی نور کی کیسی سحر
ہوگئین کافور شام کفر کی تاریکیان

تیشہ نبجائے برہمن بتکدہ مسجد بنے
نکلے ہر ناقوس سے آواز تکبیر و اذان

آفرین ای اشتیاق آمد سلطان دین
شاد باش ای انتظار مہدی آخر زمان

تجھسے ہے آئینۂ دل مظہر انوار قدس
تجھسے ہے مشکوۃ جان گنجینۂ سر نہان

تجھسے ہے نشو و نمائے نخل ایمان و یقین
تجھسے ہے افزایش تصدیق سالار جہان

چھا گئی تھی دہر پر کفر و ضلالت کی گھٹا
رہگیا تھا چند دیوانون مین ایما کا نشان

مدتون حسرت رہی آنکھون کو جسکے دید کی
ہوگیا پیدا وہ شاہ مہدی آخر زمان

غایت لولاک کی بس ہوگئی تکمیل آج
آج ہے ایفائے وعدہ خاتم پیغمبران

ہے بظاہر پردہ قل انما حایل مگر
پیکر انسان مین نور مجرد ہے نہان

جی مین آتا ہے کہ قربان رخ گلگون کرون
سول لیکر آج مین رضوان سے گلزار جنان

شش جہت مین جلوہ فرما ہے ترا نور قدم
جسکی پرتو سے ہین روشن مہر و ماہ آسمان

خلق پر ہوا انکشاف عقدۂ سربستہ کیا
کون واقف اس سے ہو جسکا خدا ہو رازدان

لطف کیا کیا دیکھی تنہائی مین بیرنگی
رمز کیا کیا عاشق و معشوق کے ہین درمیان

کون عالی منزلت تجھسا زمانہ مین ہوا
دو سر ابجد عدد آخر خاتم پیغمبران

قدرت حق نے بنایا تجھکو جان جزو کل
نور سے تیرے ہوے پیدا زمین و آسمان

تیرے در کے سنگ پر کو کب افروز فلک
سرمۂ چشم ملائک تیری خاک آستان

فرقِ انور پر ترے اختر نثارے فلک — پائے اقدس پر ولگتی ہے زمین گنجِ نہان
چشم ہے وہ چشم جسکو ہو ترا جلوہ نصیب — سر وہی سر ہے جو ہو صرفِ سجودِ آستان
ہے وہی دل جسمین ہو تیری محبت جاگیر — ہے وہی سینہ بنے جو تیری الفت کا مکان
ہے طوافِ کعبہ گویا تیرے روضہ کا طواف — سنگِ اسود سے نہین کم تیرا سنگِ آستان
کیا عجب ہر مور کو دعوے سلیمانی کا ہو — لطف سے تیرے توانا بنگیا ہر ناتوان
یون گناہ جھڑتے ہین مولا نام لینے سے ترے — نخل سے پتے جھڑین جسطرح ہنگامِ خزان

بے خبر تسکین کی آقا پریشان ہے بہت
ہے تیری ذاتِ مقدس دستگیرِ بیکسان

خمسہ بر قصیدۂ جنابِ مولوی سید جلال الدین صاحب توفیق در شان

حضرت بندگی میان سید خوندمیر صدیق ولایت سید الشہدا رضی اللہ تعالی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فلق پر پڑھا کیا نوشتہ دیکھہ قسمت کا — بہت رویا ہوا جب حال ظاہر اپنی حسرت کا
بناخا کا جدا سب سے جہا نمین میری خلقت کا — ازل سے ہون نمک پروردہ مین حسن ملاحت کا

بہرا کرتا ہے دم ہر زخمِ دل شورِ محبت کا

رہا دہم سراپا مین سراپا نور کا دہوکا — کبھی تہا لوحِ پیشانی پہ برقِ طور کا دہوکا
دیا داغِ سویدا نے شبِ دیجور کا دہوکا — سیاہ بختی میری دیتی ہے زلفِ حور کا دہوکا

گمان ہے خندۂ زخمِ جگر پر صبحِ جنت کا

بتون سے ہمدمی تہی عمر بہر تہا شرکِ یکتائی — کہ ترکِ عینیت تہا غیر کا ننگِ تمنائی

ریا آمیز تھی نیت نہ کام آئی جبین سائی
نہ پوچھو بعد مردن بھی میری تشہیر رسوائی
کفن دیتی ہے قسمت مجھکو دامان ندامت کا

عبث بحر ندامت مین ڈبویا تو نے دل مجھکو
گناہون نے میری کیا کیا بنایا منفعل مجھکو
میری رسوائی نے تا عمر رکھی خجل مجھکو
کیا شرم گناہ گاری نے ایسا منفعل مجھکو
میری تصویر پہ بھی رنگ چڑھتا ہی ندامت کا

نہ پہلے یون گریبان گیر تھی وحشت کبھی ہمکو
خبر اس عشق کے انجام کی ہرگز نہ تھی ہمکو
نہین اب اے دل بیتاب طاقت ضبط کی ہمکو
چلے اب آپ سے ہم تہامنا اے بیخودی ہمکو
بشکل رنگ رخ ہے ہوش بھی مشتاق رخصت کا

قناعت سے زمانہ مین نہین عزت کوئی بہتر
غضب ہے آبرو کا ایکدم گھٹجانا بڑہ بڑہ کر
ذرا سی بات کر دیتی ہے نظرون مین سبک اکثر
ترقی بن ہی جاتی ہے تنزل لبعض موقع پر
گھٹا دیتا ہے عزت کو بڑہانا دست حاجت کا

گزاری زندگی اپنی اوسی نے وضعداری سے
کیا پیدا جہان مین جس نے عزت انکساری سے
وہی اونچا ہوا سب مین جھکا جو شرم ساری سے
پس مردن بھی چھوٹے ہم نہ وضع خاکساری سے
غبار بیکسی ہے شامیانہ اپنی تربت کا

بنایا شامت اعمال نے آئینہ حیرت
زمانہ مین میری افسردگی ہے لایق عبرت
نہین اظہار کے قابل میری بگڑی ہوئی حالت
نہین شرم معاصی سے میری اتری ہوئی صورت
قفس لٹکا ہوا ہے طائر رنگ ندامت کا

کہان امید شام خرچ نیلی فام سے تا صبح
نہ گذری ہای ایک شب بھی کبھی آرام سے تا صبح
چلا چل رہ نہ پایان گردش ایام سے تا صبح
روان ہے کاروان عمر اپنا شام سے تا صبح
صدائے شور رفتار نفس ہے کوس رحلت کا

ملال و فکر و حرماں میں گزر جاتے ہیں روز و شب
نہ نکلا وسعت داماں حسرت سے کوئی مطلب
بہت سوچا بہت سمجھا یہ ہاتھ آیا نہ کوئی ڈھب
گریباں تمنا اسقدر کیوں ہو طول سے یارب
نہیں آئیں کوئی ٹکڑا تو داماں قیامت کا

نہ سر کا صورت نقش قدم تا زندگی وا ئے
زمانہ سے وہ واقف تھا جو میرے شوق پنہاں سے
رکھا پوشیدہ مجھکو یہ تو ں چشم نگاہباں سے
نہ اوٹھا عمر بھر گر کر زمیں کوئے جاناں سے
میرے سایہ کو اچھا لگیا پہلو نقاہت کا

نہ کیوں قید قلم ہوتی جو ہوتی صورت خاکی
فقط پیش نظر ہے ایک تصویر خیالی سی
مگر شکل ہوائی میں کرے کیا رنگ آمیزی
نزاکت مانع رنگ و قلم ہونے نہیں دیتی
تصور میں کھنچا کرتا ہے خاکا اونکی صورت کا

پس مردن گریباں گیر تھا جو رنج مہجوری
مدد کی جذب الفت نے تو حسرت ہو گئی پوری
رولاتا تھا لحد میں بھی خیال صدمۂ دوری
جب آئے فاتحہ کو وہ پئے اظہار شکوری
قدم پر گر پڑا سایہ میری بالیں تربت کا

وہی وضع گدایانہ وہی غربت شعاری ہے
وہی تسکین تہ مرقد بھی شان انکساری ہے
وہی عظمت وہی شوکت وہی رفعت ہماری ہے
وہی توقیر مر کر بھی عروج خاکساری ہے
غبار بیکسی ہے شامیانہ اپنی تربت کا

کہاں تک ہرزہ گوئی تا کجا یہ شیوۂ باطل
کہ باز آید پشیمانی چرا کارے کند عاقل
بھلا اس بزم میں ذکر گل و بلبل سے کیا حاصل
کہاں تک ربط بیرنگی انداز غزل ایدل
سنا دے کوئی مطلع منتظر ہوں رنگ مدحت کا

مطلع

زمانہ ہو گیا پورا جو تکمیل نبوت کا
بر آیا مدعا جو کچھ کہ تھا ختم رسالت کا

ارادہ پھر ہوا اظہار احکام ولایت کا
کیا حکم خدا سے جبکہ دعوے مہدویت کا
بنایا تجھکو مہدی نے بدل اپنی خلافت کا

اولٹ دی آپنے دم بھر مین ہر ایک فرد قسمت کی
بیاضین طاق مین رکھی ہین کفر و ضلالت کی
بدلدی ساری ترکیبین جو تھین اوراق ظلمت کی
پریشان ہوگئین جمعیتین اجزا بدعت کی
بندہا جسوقت شیرازہ تیری جلد خلافت کا

نہ پہونچین لاکہہ ہون گر فہم و ادراک بشر درپے
ترے زینہ کے آگے ہے شہاد زمین کیا شے
کیا کرتا ہے چرخ ہفتمین پر سوئین اسکو طے
ترے روضہ کی جالی حلقہ چشم ملائک ہے
بہ روح الامین ہے شامیانہ تیری تربت کا

ضیائے مہر و ماہ دیکھی نہ آنکھین آج تک اصلا
تجلی پائی آئینہ کی سی تھا نور ید بیضا
رہا روشن میرے پہلو مین تیری حسن کا جلوا
تجلی ریز شمع طور ہو کیونکر نہ دل میرا
چراغ آنکھین جلاے مدتون تیری محبت کا

نہ تہا ثانی تیرا کوئی ہے یجان جان نثارین مین
وفاداری مین دلداری مین غمخواری مین یاری مین
نظر تیرا نظیر آیا نہ کوئی رازداری مین
بدل تہا مہدی موعود کا تو علم باری مین
بنایا اس لئے حامل تجھے بار امانت کا

جہاں مین کونسی شے تھی جو اسکے زور سے ہلتی
حقیقت کہل گئی دم مین زمینون آسمانونکی
اوٹہا سکتی اسے گاؤ زمین کی کیا حقیقت تھی
خدا نے اسلئے بہاری بنائی ساق پا تیری
اوٹہائے بوجہ آسانی سے تو بار امانت کا

ڈراتی ہے بشکل موت دنیا مین مجھے ہر شے
مصائب ہین زمانہ کے زمانہ سے مری درپے
پریشان حال دنیا مین رہون اے شاہ دین تا کے
میرا دل مبتلائے رنج آسیب حوادث ہے
ملے دہویا ہوا پانی ترے تعویذ تربت کا

بڑھا دی تیرے آقا نے تری یون عزت و عظمت
تیری اللہ رے طالع تیری اللہ رے قسمت
عطا کی اپنے ہاتھون سے خلافت کی تجھے خلعت
تو ہی اصحاب مین ہی ایک رکن کاخ ختمیت

تیری ہمت نے تہاما شاہ دین بازو خلافت کا

قیامت تک جو دیکھے کوئی خواب قوت بازو
اوٹھائے کیا کوئی قہر و عتاب قوت بازو
نہ دی سیر ہی جواب لاجواب قوت بازو
عطا کی تجھکو خالق نے وہ تاب قوت بازو

سبق تجھسے لیا اہل شجاعت نے شجاعت کا

میرے بیجان فیض روحانی سے جب تا عرش تو پہونچا
ہوا مشہور یون فردوس مین بھی تیرا رتبا
نظر آیا دو عالم کو تہہ پا عالم بالا
ملائک دیکھکر کہتے ہین اوج منزلت تیرا

فلک ہے زینۂ اول تیرے ایوان رفعت کا

نحیف و زار ہون پر دم تری الفت کا بہرتا ہون
تمنائے زیارت مین جو اپنے سے گزرتا ہون
پڑا ہون دم بخود اے شاہ دین بے موت مرتا ہون
مین اوسکی خاک پاکو طوطیائے چشم کرتا ہون

نظر آتا ہے جدم کوئی زایر تری تربت کا

نہ کیون بگڑی ہوئی اوسکی بن آئے جو ملے تجھسے
وہ آنکھون سے خدا کو دیکھہ پائے جو ملے تجھسے
نہ برسون اپنے جامہ مین سمائے جو ملے تجھسے
زمین سے آسمان پر پہنچ جائے جو ملے تجھسے

کرے ذرہ کو اختر یہ اثر ہے تری صحبت کا

گذر جاؤنگا جان سے گر میری بگڑی نبن آئی
کوئی دیوانہ کہتا ہے کوئی کہتا ہے سودائی
تیری بے التفاتی شاہ دین یا تنگ تو پہنچائی
تیری رسم تغافل ہے میری تصویر رسوائی

عتاب کم نگاہی آئینہ ہے میری ذلت کا

ہر ایک گمراہ کو راہ پر لگایا شاہ دین تو نے
بڑہایا جسکو کم اپنے سے پایا شاہ دین تو نے
ہر ایک ذرہ کو یون اختر بنایا شاہ دین تو نے
خدا کو سر کی آنکھون سے دکھایا شاہ دین تو نے

ملا ہے مرتبہ تجھے بصارت کو بصیرت کا

پہنچ جائے تری در پر جو کوئی ذو قسمت سے ۔ حضوری مین کرے عرض تمنا جوش الفت سے
جتائے شوق دل اپنا لپٹ کر تیری تربت سے ۔ مشبک اسقدر ہو ناوک شوق زیارت سے
بنے جالی تیرے روضہ کی پردہ چشم حسرت کا

نہ کی تا زندگی باز وجدا تجھ سے کبھی اپنی ۔ بیان کی ہی تو کی تجھ سے جو تھی دل کی لگی اپنی
نہ کی تا عمر پھر تجھ پر نوازش مین کمی اپنی ۔ بشارت مہدی موعود نے دی ذات کی اپنی
بٹھایا ای شاہ دین دل تجھے بار ان خلافت کا

یہ شوق حسرت دیدار دیہ ذوق سر و دیے ۔ یہ جوش محبت کبتک ہی یونہی میرے دل پہ
دم امید دل کو ہے نہ پائے گا در آنا کے ۔ تصور ہر گھڑی تیری چاہ دیدی کا رہتا ہے
کھنچا کرتا ہے خاکا روز تصویر زیارت کا

عدو تسکین کو ہون در گو اے توفیق محشر مین ۔ پڑھون یہ خمسہ تیرے در اے توفیق محشر مین
گھٹا چھا جائیگی گنگو اے توفیق محشر مین ۔ پھر آدے یہ ہو گا شور اے توفیق محشر مین
ہٹو سر کو غلام آتا ہے صدیق ولایت کا

مرثیہ بذکر شہادت حضرت میان سید جلال الدین صاحب ابن حضرت صدیق ولایت رضی اللہ تعالی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے طبع روان آج نسیم سحری ہو ۔ اے شاخ قلم تو دم تحریر ہری ہو
اے شوخ دل آویز سخن رنگ پری ہو ۔ اے شاہد معنی تیری بھی جلوہ گری ہو
اے باغ کلام اپنی بہار آج دکھا دے
اس نظم کو تو موتیون کا ہار بنا دے

یارب یہہ میرا باغ سخن نشو نما پاے
پیچیدہ مضامین سے نہ بندش مین کجی آے
الفاظ سے مطلب میرا بوہوکے نہ اوڑ جاے
سنبل کی بہی الجہن کو طبیعت میری سلجہاے

رنگینی الفاظ ہو ہر ڈہنگ سے پیدا
ہر پہول کا مضمون ہو سو رنگ سے پیدا

یارب وہ بہار آے خزان کا نہ گذر ہو
گر خار بہی ہو کوئی تو مثل گل تر ہو
ہر شاخ مین پہول آئین ہر ایک پہول ثمر ہو
آے جو سموم آئین تو وہ باد سحر ہو

بلبل کی صدا ہو جو صدا نکلے قلم کی
خوشبو میرے گلزار مین ہو باغ ارم کی

اقلیم سخن ہو میرے اب تحت حکومت
الفاظ کے ملنے مین نہ کچہہ لگو ہو دقت
افواج مضامین رہین ہر سمت بصورت
پیدا دم تحریر طبیعت مین ہو جودت

اشعار سب میرے مانند گہر ہون
شاہان ذوی القدر کے زیبندہ سر ہون

آغاز صبح

پیدا ہوا جس وقت فلک پر اثر صبح
پڑہنے لگی رخسار پہ گل کے نظر صبح
گلشن مین صبا ناز سے لائی خبر صبح
بیدار ہوے عاشق خستہ جگر صبح

غنچون کے چٹکنے نے نرگس کو جگایا
اور سبزہ خوابیدہ نے بہی سر کو اٹہایا

پڑہنے لگی ہر سمت سے دلدوز صدائین
پر رونق وہ گلشن ہوئین دلچسپ فضائین
گہٹنے لگین گلشن کی گہٹا ٹوپ گہٹائین
آنے لگی اٹہلاتی ہوئین سرد ہوائین

مرغان چمن جنبش پرواز پہ آئے
شمشاد بہی ڈہیلتے ہوئے سر اپنا اوٹہائے

وہ خندۂ گل اور وہ بلبل کا چہکنا
اٹہلاتے ہوئے لالۂ خودرو کا لہکنا
وہ نکہت گلشن کا ہر ایک سمت مہکنا
اور وقت سحر آتش گل کا وہ دہکنا

رفتار وہ مستانہ غضب کبک دری کی
وہ شوخیاں گلشن مین نسیم سحری کی

غنچون کا چٹکنا وہ سبزی گلشن
وہ ناز صنوبر کا تو سنبل کی وہ الجہن
وہ سادگیان گل کی تو شاخون کا وہ جوبن
سنگہار وہ لالہ کا وہ خوش رنگی سوسن

طاوس کا وہ رقص وہ کویل کے پکارے
وہ چہچہے بلبل کے وہ نرگس کے اشارے

دامان سحر کی طرح وہ ابر کا پہٹنا
وہ شوق کا بڑہ بڑہ کے عجب پاس سے گہٹنا
شبنم کا دبے پاون گلستان سے وہ ہٹنا
وہ دفتر گلرنگی گلشن کا الٹنا

وہ مہر درخشان کا افق سے نکل آنا
منہ رات کا وہ پردۂ ظلمت مین چہپانا

آغاز مرثیہ

ساقی ترے صدقے نگہ لطف ادہر بہی
دے جلد مے ناب کے چکہہ لین ہی سر بہی
خواہان عنایات ہے یہ خستہ جگر بہی
وہ دیکہہ کے آئی سپہ بانئ شر بہی

تاخیر مگر تاب اقامت نہین اب ہے
اسوقت نہ دے مے تو نہایت ہی غضب ہے

اک جام چڑھا لون تو زمانہ کو ملا دون
عینیل تو ہم کیا چیز فلک فوج پہ ڈھا دون
ہون سرخ جو آنکہین تو لہو زمین بہا دون
آجائے اگر جوش تو اک دہوم مچا دون
اس جرارت بیجا کی ابھی اونکو خبر ہو
لشکر تہ و بالا ہو جہان زیر و زبر ہو

اوٹھا ہے غبار سپہ بانی بیداد
اور وہ نظر آتا ہے نشان ستم ایجاد
سرگرم سفر ایسے ہین راحت بہی نہین یاد
کثرت کا یہ عالم کہ زمین کرتی ہے فریاد
ہے کون محاسب جو حساب اسکا لگالے
لاکہون ہین جو پیدل تو ہزارون ہین رسالے

باقاعدہ اسوار تو صف بستہ ہین پیدل
فوجین کے بڑہے آتے ہین امڈی ہوی بادل
ہمراہ سواری کے ہین مشہور جہان یل
ہے سیر کنان چار طرف فیل پہ عینیل
میدان مصفا پہ جنگ دیکہہ رہا ہے
مڑ مڑ کے فراری کے بہی ڈہنگ دیکہہ رہا ہے

ہان دیکہہ کہ وہ جلوہ نما کون جوان ہی
بالائے زمین مہر منور کا گمان ہے
چہرہ کی متانت سے تو یہ صاف عیان ہے
لخت جگر فاطمہ خوندمیر کی جان ہے
ہنس ہنس کے عجب غنچہ لب کہول رہا ہے
نظرون مین مخالف کی سپہ تول رہا ہے

تیزی سے وہ کچہ سونچ کے بس پہر گیا گہر کو
دی لشکر اعدا کی خبر جا کے پدر کو
حضرت نے کہا سینہ سے لپٹا کے پسر کو
ای جان وفا کیجئے اب وعدۂ سر کو
مشتاق اجل صورت ارباب وفا تہا
جسوقت مین یہ سر مرا سجدہ مین[لہ] جدا تہا

لہ - یہ وہ نقل ہے کہ حضرت صدیق ولایت نے مہدی موعود علیہ السلام کی تصدیق کی شادمانی مین پروردگار عالم سے سر دینے کا وعدہ کیا تہا اور نذر قبول ہو کر کچہہ پہر سر مبارک تن سے جدا رہا ہے۔

ارشاد یہ فرما کے ہوئے آپ بھی خرم | سن شبیر نبی سے پھر دیا فرزند کا اوس دم
شکرانہ معبود مین سجدے کئے پیہم | کی عرض کہ اے قاضی حاجات دو عالم
ہر طرح تری راہ مین راضی برضا ہون
سو بار جو پیدا ہون تو سو بار فدا ہون

بیٹے نے طلب کی وہین پھر باپ سے رخصت | اور عرض کیا یون پس اظہار مسرت
بیتاب ہے دل سینہ مین مشتاق شہادت | دین اذن وغا بندۂ ناچیز کو حضرت
کب تک یہ بلا جوش طبیعت کو سنبھالون
ہو حکم تو دل کے ابھی ارمان نکالون

ہے صبر کا یارا نہ ٹھہرنے کی مجھے تاب | اب روکین مجھے آپ نہ ٹوکین مجھے احباب
چڑھ کر جو یہان آیا ہے وہ فرقۂ کذاب | وہ ہمپہ چڑھائی کرے ہے کونسا آداب
آئے ہین جو وہ جنگ کو اے والد ذیجاہ
دیکھینگے بھی یہ شمس تیغ اسد اللہ

ہے غیظ مین اوس شیر غضنفر کا عجب حال | مانند شفق چہرہ ہے غصہ کے سبب لال
اک ہاتھ مین تلوار ہے اک ہاتھ مین ہے ڈھال | تیوری بھی کہتے ہین کہ کر دون ابھی پامال
یون سہتے رہین جور و جفا اونکے کہانتک
قدرت یہ ہوئی اونکو کہ وہ آئے یہانتک

حضرت نے کہا وہ اگر آتے ہین تو آئین | ہمکو بھی لازم ہے کہ عجلت نہ دکھائین
ٹھہرین ابھی دم لین ابھی ہم دیر لگائین | اے نور نظر جوش شجاعت کو چھپائین
بیسوچے تو اظہار شجاعت نکرین گے
ہم صابر و مظلوم ہین سبقت نکرین گے

سنکر پسر نیک نے ارشاد پدر کا
گردن کو جھکا کر یہ کہا اے شہ والا
فرمان بجا آپ کا ہے پر مین کرون کیا
چھپ چھپا کے بڑے آتے ہین وہ آپ نے دیکھا
تسکین نہین جبتک کہ نہ پہنچین وہ سزا کو
کہتے ہین برا آل رسول دوسرا کو

حضرت مرے جانے مین کرین کچھ بھی نہ وسواس
کچھ قوم مخالف سے نہین جو لین مری پاس
یہ ڈر ہے کہ آقا سے یہ خادم نہ ہو بے آس
سر اپنا کرے نذر تو قدمونکے رہے پاس
خادم کو خجالت ہو نہ مخدوم کے آگے
قربان ہو یہ سر شہ مظلوم کے آگے

کی عرض احبا نے یہ دلدار نہ جائین
محتاج و مساکین کے ہین غمخوار نہ جائین
ہوتے ہین کمر باندھ کے تیار نہ جائین
یہ بیرو غافل کے مددگار نہ جائین
للہ نہین جانے سے اب روکئے آقا
ہوتا ہے ہمین رنج و تعب روکئے آقا

رہجائین یہ خیمہ مین وہان مرنیکو ہم ہین
جو کچھ کہ جو مصیبت ہو وہی سہنیکو ہم ہین
سر اپنا تہہ تیغ دودم دہرنے کو ہم ہین
اور ان کے عوض سینہ سپر کرنیکو ہم ہین
قوت بھی دلکی بھی طاقت ہین جگر کی
مرنے یہ نہ بتائین کہ نشانی ہین پدر کی

گرو سپہ آزار وہ بانی ستم ہین
سرنام یہ جہدی کے فدا کرنیکو ہم ہین
اس کثرت اعدا سے بھی بیخوف والم ہین
سادات کے ہم بندۂ بیدام و درم ہین
ثانی نہین دنیا مین کوئی سر شکنی مین
ہم شہرۂ آفاق ہین شمشیر زنی مین

اے تو ذرا سامنے حمادؑ کے کوئی
یوسف کے کوئی اور الہداد کے کوئی
یعقوب کے یا گوہر فولاد کے کوئی
تھمتے ہیں قدم بانیٔ بیداد کے کوئی

بچہ بھی ہر اک شیر ہے صدیق کے گھر کا
دشمن کی نہ سب فوج نہ اک طفل ادھر کا

شہ بولے مجھے شاق نہیں انکی جدائی
اس دن کیلئے میں نے رکھی تھی یہ کمائی
سادات ہوا کرتے ہیں خالق کی فدائی
یہ آل محمدؐ میں ہے ہوتی ہوئی آئی

ہوگا نہ تامل کبھی خالق کی رضا میں
جائیں کہ انہیں نذر کیا راہ خدا میں

میں خوش ہوں کہ یہ گلشن جنت کو سدھاریں
سر اپنا کریں نذر خدا جان بھی واریں
مرجائیں رہ حق میں تو عقبیٰ کو سنواریں
حق سے یہ دعا ہے کہ یہ ہمت کو نہ ہاریں

خواہش یہ میری ہے کہ میرا ساتھ نہ چھوڑیں
فرزند ہیں خوندمیر کے یہ منہ کو نہ موڑیں

اعدا بڑے لشکر میں صفیں باندھ کے باہم
فرزند سے خوندمیر نے فرمایا یہ اوسدم
کیوں غیظ میں آتے ہو ہوئے جاتے ہو برہم
لو خوش ہو مراد آگئی کیونکرتے ہو اب غم

اسوار ہو شاہ دوسرا کو تمہیں سونپا
ہاں جاؤ بجنگ خدا کو تمہیں سونپا

خالق کی حمایت ہو محمدؐ کی مدد ہو
جو آئے بلا سر پہ تیرے جلد وہ رد ہو
تائید پہ ہر وقت تیری رب صمد ہو
اے جان پدر جنگ میں تو مثل اسد ہو

سر پر ہو ترے سایۂ شاہنشہ لولاک
حامی و مددگار تیرے پنجتن پاک

سلہ ملک حماد ملک یوسف ملک الہداد ملک یعقوب ملک گوہر فولادی سے اشرار کے نام ہیں

مطلع

اے شاہد طناز سخن جلوہ نما ہو
اے ولولۂ فکر رسا اور رسا ہو
اے ناخن تدبیر قلم عقدہ کشا ہو
اے دبدبۂ شوکت الفاظ سوا ہو
قائم ہی حیثیت سے جو طبیعت کی بحالی
کھنچ جائے سر قرطاس یہ تصویر جلالی[عہ]

تصویر وہ تصویر کہ بہزاد بھی مانے
وارفتہ زلیخا ہے ہر اک پہچانے
دیکھے کبھی یعقوب تو یوسف اوسی جانے
یہ شکل بنایا ہے جسے آپ خدا نے
ثانی کو ملا اور نہ یہ حور نے پایا
جو حسن کہ اوس کے رخ پر نور نے پایا

وہ گیسوئے مشکین کہ نہ مشک ختن ایسا
وا غنچۂ مقصود ہو جس سے دہن ایسا
وہ چہرۂ گلگون کہ نہ رنگ چمن ایسا
آئینہ کو حیرت ہو صفا بدن ایسا
کچھ کم نہیں طوبیٰ سے قد اوس سرو روان کا
سینہ ہے کہ گنجینہ ہے اسرار نہاں کا

بڑھ جائے فلک پر جو ذرا حسن کا پرتو
ناخن سے ہو شرمندہ نہ کس طرح مہ نو
خورشید میں باقی نہ رہے نام کو بھی ضو
اور شمع حرم کو بھی اوسی شمع کی ہو لو
دیدار خدا ہی نظر آئے اگر آئے
دیکھے جو اوسے جلوۂ باری نظر آئے

چتون ہے اگر قہر تو ابرو بھی غضب ہے
قد قامت شمشاد پسندیدہ رب ہے
رخ نور سحر زلف وہ تا ظلمت شب ہے
وہ سرو روان غیرت گلزار عرب ہے

عہ سید جلال نام صاحب مرثیہ۔

رخسار ہین دونون کہ ریاضت کے وہ دن ہین
آنکھین جی دیدار سے سرمست ازل ہین

ہر عضو بدن کی ید قدرت سے بنا ہے
حسن مہ و خورشید سے افزون کف پا ہے
سرتا بقدم نور کے سانچہ مین ڈہلا ہے
پریان تہی سلیمان پہ حوراسپہ فدا ہے

عالم متحیر ہے خط و خال سے اوس کے
واقف نہین دنیا کے حسین حال سے اوسکی

روشن وہ جبین اور وہ حسن رخ نیکو
وہ نرگسی آنکھین وہ مژہ اور وہ ابرو
وہ دوش وہ شانے پہ سے ڈہلتے ہوے گیسو
وہ سینۂ اطہر وہ کمر اور وہ بازو

چہرہ کی چمک پر مہ و خورشید فدا ہین
دنیا کے حسین جتنے ہین زیر کف پا ہین

کچھ اوسکا عجب حسن عجب جلوہ گری ہی
پیشانی انور ہے کہ نور سحری ہے
بے مثل ہی یکتا ہی وہ عیبون سی بری ہے
آنکھون مین وہ پتلی ہی کہ شیشہ مین پری ہے

دیکھے تو پلک جھپکے نہ اک آن پلک سے
حسن مہ و خورشید گرے چشم فلک سے

وہ چاہ ذقن اور وہ گردن کی صفائی
وہ طرز نرالی کہ کسی نے نہین پائی
قربان جسے دیکھکے ہوتی ہے خدائی
ہوتی ہی حسینون کی یہان عقدہ کشائی

ٹہرانہ نظیر مین کوئی تشبیہ کسے دون
یوسف اگر آئین تو کہری منہ پہ مین کہدون

یوسف سے بھی دہچند زیادہ ہی وہ خوشرو
اخلاق مین بھی باپ کا ثانی ہی وہ خوشخو
فرزند ہے خوندمیر کا خوندمیر کا بازو
اور باپ کی ہر بات مین موجود ہے خوبو

پیدا نہ ہوا ہوگا کوئی ایسا جہان مین
لاکھون صفتین جمع ہین اوس ایک جوان مین

اور فخر شجاعان جہان اوسکا لقب ہے — شمشیر خدا بازوے خوندمیر غضب ہے
ثانی مگر اوسکا کوئی کہان ہند مین کب ہے — وہ حرمت گجرات وعجم اور عرب ہے

ایسا جو پسر مونس وغمخوار نہ ہوتا
خوندمیر کبہی جنگ پہ تیار نہ ہوتا

گر جوش مین آجاے وہ جرار غضب ہے — ہوجاے وہ اسوار تو رہوار غضب ہے
قبضہ مین پڑے ہاتہہ تو تلوار غضب ہے — نعرہ ہے اگر قہر تو للکار غضب ہے

دہشت سے اوڑین ہوش جو میدان مین آجاے
کچہ بن نہ پڑے شیر فلک ابر مین چہپ جاے

وہ رعب کہ شیرونکا جگر خوف سے پہٹ جاے — وہ زور کہ رستم کا قدم آگے سے ہٹ جاے
وہ تیغ کہ مریخ بہی آجاے تو کٹ جاے — آئے جو عدو لڑنے تو دہشت سے پلٹ جاے

ہم صورت خوندمیر ہے ہم شکل علی ہے
بے مثل ہے قوت مین شجاعت مین جری ہے

مطلع

کس شیر کی آمد ہے یہ میدان وغا مین — ہنگامہ محشر ہے بپا فوج جفا مین
حیران ہین انسان وملک ارض وسما مین — ہیبت سے بنی جان ہین مصروف دعا مین

ہاتف کی یہ لشکر مین ندا چار طرف ہے
سن لو کہ یہ صدیق ولایت کا خلف ہے

ہے جلوہ نما اسپ پہ شہزادۂ عالم — جو دیکھتا ہے صلی علیٰ کہتا ہے اسدم
صدقہ کوئی ہوتا ہے تو مجرے کو کوئی خم — آتی ہین صدائین یہی ہر سمت سے پیہم

سو جان تصدق شہ خوش خصلت و خو پر
سو سر ہون تو قربان ہو اک اک سر مو پر

ہین ساتھ سواری کے جلال و حشم آگے — اقبال بڑہا فتح کا لیکر علم آگے
صولت نے کہا ٹہرو کہ چلتے ہین ہم آگے — ایسا نہ ہو بڑہ جائے جو فوج ستم آگے

اقبال و حشم فتح و ظفر چار طرف ہین
اور رعب و جلال آگے رواں باندہ کے صف ہین

غمخوار امام زمن آپہنچا ہے دیکھو — ہم شکل حسین و حسن آپہنچا ہے دیکھو
کیا بڑہتا ہوا تیغ زن آپہنچا ہے دیکھو — فرزند شہ صف شکن آپہنچا ہے دیکھو

گہوڑے پہ ہے اسوار کہ خاتم پہ نگین ہے
یا ماہ شب افروز کوئی بر سر زین ہے

دیکھو شہ آفاق کے توسن کی روانی — براق کا ہمشکل ہے دلدل کا ہے ثانی
ہے چال قیامت ہے غضب جوش جوانی — جو ٹہوکر دو مین آئے نہ مانگے کبھی پانی

آئے کبھی کاوے مین تو ٹہرے نہ زمین پر
اک جست مین اڑ جائے ابھی چرخ برین پر

کس شان سے اڑتا ہوا آتا ہے وہ توسن — اوڑہ اوڑہ کے ہوا خلق کی کہتا ہے وہ توسن
بجلی کی تڑپ رن مین دکہاتا ہے وہ توسن — کیا خوب ہی رنگ اپنا جماتا ہے وہ توسن

ٹاپون سے کہندلتا ادہر آیا ادہر آیا
اک برق غضب کوندتی آئی جدہر آیا

رہوار نے پایا ہے عجب روپ عجب رنگ
اوڑتا ہوا میدان میں آتا ہی پے جنگ
آہو میں یہ تیزی نہ چکارے میں ہی یہ ڈھنگ
تعریف میں جسکی ہے زبان گنگ دہن تنگ

زیبا نہیں گر اُنکو کہوں مثل قمر ہیں
وہ دونوں رکابیں نہیں رہوار کے پر ہیں

راکب کی یہ خواہش کہ جموں خانہ زین پر
ہیں پاؤں زمین پر تو نظر چرخ برین پر
مرکب کی وہ شوخی کہ نہ ٹھہرے دل میں زمین پر
اوڑنے میں پری سے ہے سوا گرچہ نہیں پر

وہ اوسکا ارادہ کہ اگر پاؤں اشارہ
چمکار کے شہزادہ کا وہ کہنا کہ آہا

تلوار وہ تلوار کہ بجلی سے سوا ہے
شعلہ ہے جہنم کا غضب ہے کہ بلا ہے
تلوار وہ تلوار ہے جو قہر خدا ہے
جسپر یہ گری ہے اوسے فی النار کیا ہے

تا م اُسکا قضا کام ہے اندام کشی کا
ملتے ہوئے لوہا ہے اجل ہی تو اسی کا

وہ آب ہے آئینہ کا جیسے ہو رخ صاف
کہتا ہے یہی دیکھ کے ہر صاحب انصاف
منہ دیکھ لو صاف اوسمیں ہی اسطرح کی شفاف
دیکھے نہیں ہم نے کبھی بجلی میں یہ اوصاف

قربان ہے عالم رخ شفاف پہ اس کے
کٹتے ہیں گلا اپنا تن صاف پہ اس کے

ہوتی عرق آلودہ ہے اعدا پہ جو چلکر
ہر صف سے نکلتی ہے نیا روپ بدلکر
گرتا ہے پسینہ کیطرح رنگ اوبل کر
پی پی کے لہو ان کو ہر لعل اوگل کر

ملتا ہے کوئی شخص جو اوس شوخ سے اگر
یہ اوسکے گلے ملتی ہی خود ہاتھ بڑھا کر

آراستہ جسکو نہین مشاطہ کی حاجت
پیاری ہے گلابی سے ہمیشہ اسے نفرت

ثانی کوئی جسکا نہین وہ شوخ طبیعت
مرغوب اگر ہے تو ہے گلناری رنگت

سر تا بقدم ڈوبی ہوئے رنگ حنا مین
شعلے سے نظر آتی ہے میدان وغا مین

ہے برق ادا اوسکی جگر دوز اشارہ
انداز دکھائے تو کلیجہ ہو دو پارہ

جو دیکھے منہ اوسکو نہ فرقت کا ہو یارا
پانی بھی نہ مانگے کبھی اوس شوخ کا مارا

ہے دست شہ دین مین تو یون جلوہ گری ہے
سب کہتے ہین قبضہ مین سلیمان کی پری ہے

کہتی ہے یہ تلوار رہے ایک نہ باقی
لشکر ہو کہ سردار رہے ایک نہ باقی

پیدل ہو کہ اسوار رہے ایک نہ باقی
اسطرح ہون فی النار رہے ایک نہ باقی

یون آئے نظر سرخی خون ردکے زمین پر
پھولی ہو شفق بھی نہ کبھی چرخ برین پر

مطلع در تعریف اسپ و شمشیر

اے طنطنہ طبع کہن آج جوان ہو
اے گرمی انداز بیان برق تپان ہو

اے حوصلہ جدت مضمون عیان ہو
اے تیغ شرر بار زبان شعلہ فشان ہو

اس صفحہ ہستی مین ابھی آگ لگا دون
بجلی کی طرح خرمن اعدا کو جلا دون

تلوار جو آفت ہے تو توسن بھی بلا ہے
حسن اسکا قیامت تو ستم اوسکی ادا ہے

یہ غیرت صرصر ہے تو وہ سیل فنا ہے
یہ برق وہ بادل ہے یہ آتش وہ ہوا ہے

یان جنبش موہوم اجل کا ہے بلاوا
وان دور جہان ہے۔ قدم چند کا کاوا

یہ داغ سیہ او تو وہ ماحی سحر ہے
یہ داغ سویدا وہ تجلی نظر ہے
یہ شام بلا ہے وہ قیامت کی سحر ہے
یہ نالۂ دل سوز وہ فریاد جگر ہے

اوڑنے مین وہ رنگ رخ عشاق کے مانند
جوہر سی یہ ہے دیدہ مشتاق کے مانند

تلوار کو یہ ناز کہ مین برق بلا ہون
تلوار کی شوخی کہ مین پیغام قضا ہون
شبدیز کے انداز کہ مین سیل فنا ہون
گہوڑے کی یہ چلبل کہ اولٹے ہوے جا ہون

تلوار کو وہ ہے جو آتش فگنی مین
شبدیز کو ہے عزم یہان صف شکنی مین

شبدیز مین انداز ہین نوشاہ کے سارے
بن بن کے وہ پہرتا ہے ادا ون کے طرارے
سامان عروسانہ ہے تلوار سنوارے
یہ سر کو جہکائی ہوئی ہے شرم کے مارے

وان زلف گرہ گیر کے ہین ہار گلے مین
جوہر کا یہی مالا ہے یہان ہار گلے مین

اقبال و ظفر ساتھ ہین گہوڑے کے جلو مین
یون جلوہ نما قبضہ ہے تلوار کی ضو مین
پامال یہ کرتا ہے جو آجاتا ہے رو مین
خورشید جہان تاب ہے گویا مہ نو مین

وہ ولولے شبدیز کے وہ جوش جوانی
تلوار کا یہ رعب کہ پہتر بہی ہو پانی

پہرا ہوا شبدیز تو تلوار بہی برہم
شبدیز نے حملے کئے اشرار پہ پیہم
ہے فکر کہ ابتک ستم آرا ہوئے کم کم
تلوار نے دم توڑ کے اعدا کا لیا دم

گھوڑے کی یہ خواہش کہ جہان ہو تہ و بالا
تلوار کو یہ غیظ کہ کیون گھر سے نکالا

نقارہ و قرنا کی وہ پر زور ندائین   گھوڑون کے وہ رقص اور وہ تیغون کی صدائین
نیزون کی وہ جھنکار وہ ڈھالون کی گھٹائین   فوجون کے پرے اور پھریرون کی ہوائین

کثرت سے تماشائی ستم جھیل رہے تھے
ہنس ہنس کے براقی یہان رنگ کھیل رہے تھے

نعرہ جو کیا آپ نے تھرا گیا میدان   لشکر پہ گرے جب تو کیا خوب ہی گھمسان
گھبرا کے اجل کہتی تھی مشکل مین پڑی جان   فرصت مجھے دم لینے کو ملتی نہین اس آن

حیران ہون کدھر جاؤن کس کس کی خبر لون
ایکبار سبھی سے تو نکو زنبیل مین بھر لون

میدان مین اشرار کے سر تھے تہ شمشیر   سر ایک طرف قلب و جگر تھے تہ شمشیر
پشت و شکم و ناف و کمر تھے تہ شمشیر   سر تا بہ قدم اہل سقر تھے تہ شمشیر

پیادون کے پرے تھے نہ سوارونکے پرے تھے
آب دم شمشیر مین سب ڈوب مرے تھے

جاتی تھی لپک کر کبھی شمشیر زنون مین   آتی تھی وہان سے کبھی ناوک فگنون مین
تھی اہرمنون مین تو کہین پیل تنون مین   رہنے ہی نہ دیتی تھی وہ روحین بدنون مین

سرعت وہ غضب کی تھی وہ تیزی کا اثر تھا
اک آنکھ جھپکتی تھی کہ بس خاک پہ سر تھا

آیا کوئی لڑنے تو یہ صورت نظر آئی   دو ٹکڑے سپر اور گری کٹ کے کلائی
بھاگا جو پلٹ کر تو اجل سامنے آئی   ڈھونڈا تو کہین امن کی جا رن مین نہ پائی

جھیلی نہین جاتی تھی مصیبت وہ کڑی تھی
اک آگے بلا ایک بلا پیچھے پڑی تھی

سردار کو جب سر کیا لشکر کو ہٹایا
اسوار ہوی اوسپہ یہ پیدل جسے پایا
راکب ہوا فی النار تو مرکب کو گرایا
اسوار کو پیدل کیا جب سامنے آیا

تھی ابر سی چھائی ہوئی بیداد گرون پر
بجلی کیطرح کوندکے گرتی تھی سرون پر

تھا برق غضب ہاتھ تو تھی تیغ بھی منہ زور
آئی تھی سر و سینہ تو دکھاتی تھی لب گور
ہیبت کی گھٹا چھائی تھی میدان مین گھنگھور
وہ آئی یہ آئی کا تھا ہر سمت بپا شور

رکھتی تھی کبھی جوشن اعدا پہ جو چلکر
جھنجلاکے روان اور بھی ہوتی تھی مچلکر

بجلی کیطرح چار طرف شعلہ فشان تھی
دم بھر مین یہان تھی کبھی دم بھر مین وہان تھی
اون دشمنون کی دشمن سر و دشمن جان تھی
رکنے مین اگر دم تھی تو چلنے مین زبان تھی

کھاتی تھی کسیکو تو جلاتی تھی کسیکو
اوٹھتی تھی کسی پر تو گراتی تھی کسیکو

رکنے نہ ہوا اس اوس سے بچا رن مین کسیکے
اور سر پہ کسیکے تھی تو تھی تن مین کسی کے
بازو مین کسی کے تھی تو جوشن مین کسیکے
گر تن مین کسی کے تھی تو توسن مین کسی کے

تن ایک کا ٹکڑے کیا سر ایک کا توڑا
اعدا کے عوض خرمن ہستی کو نہ چھوڑا

ایک سمت پریشان کھڑا تھا وہ ستمگر
اتنے مین خبر دی یہ خبردار نے آکر
کہتے تھے جسے لوگ یہ ہے فوج کا افسر
سردار بھی مارے گئے پسپا ہوا لشکر

اب فوج کے بچنے کا کوئی طور نہین ہے
ہان امن فراری کے سوا اور نہین ہے

کسطرح سے اوس ضیغم جرار کو روکین
کسطرح سے اوس شیر کی تلوار کو روکین
کسطرح سے اوس برق شرربار کو روکین
کسطرح سے بپھرے ہوے رہوار کو روکین

جلتی ہے ہوا فوج مین ہر سمت فنا کی
تصویر نظر آتی ہے ہر اک کو قضا کی

غصہ سے کہا اوس نے کہ اک آگ بگولا
بولا وہ کہ تم نے نہ کوئی کام نکالا
آیا کوئی تلوار اوٹھا کے کوئی بھالا
عینل کا ہوا جاتا ہے لشکر تہ و بالا

کام اوسکا اگر تم سے نہ جرأت سے نکلے
پھر یاد رکھو لشکر سرکار سے نکلے

ہر سال تمہین ملتا رہا خلعت و انعام
وقعت تہی ایک کی ہی روم سے تا شام
اور وقت پہ تم لوگون سے نکلا نہ کوئی کام
کیون باندھے ہتیار ہوے مفت مین بدنام

جرأت ہی شجاعت ہی نہ پیدا ہوئی تم مین
افسوس کہ غیرت ہی نہ پیدا ہوئی تم مین

سنکر یہ کہا بڑھ کے ہر اک جوش مین آکر
مجبور ہین ہر طرح سے کیا کیجیے آخر
کچھ تیرے خفا ہونیکا باعث تو ہو ظاہر
ہے جان کا ادہر خوف ادہر تیرا ہی ڈر ہے

اسوقت نہ ہو قدر ہماری تو عجب ہے
مشکل تو یہ ہے تیرے لیے کہنا ہی غضب ہے

دعویٰ ہو لڑائی کا تو بالذات ہی جائے
گر عزم دلیری ہو تو جوہر ہی دکھائے
غیرت ہو ندامت کی تو سر اپنا کٹائے
افسر ہو مظفر کا تو ہان فتح ہی پائے

اسطرح کی باتین ہمین مرغوب نہین ہین
ہان دیکھہ کہ الفاظ ترے خوب نہین ہین

کہنے لگا غصہ سے یہ وہ عین مکار
مین وہ ہون کرون دہر کو اک آن مین مار
کچھ شرم ہے تمکو جو کی اسطرح کی گفتار
پیغام قضا ہاتہہ ہے میرا تو قضادار
ہیبت سے میری تیغ کے لرزان ہی زمانا
لڑکے سے کہا لڑنیکو لڑکا اب مجھے جانا

وہ گرز گران سر ہے میرا دیو بھی ڈر جائے
وہ تیغ ہے میری کہ رگ جان مین اتر جائے
وہ تیر ہے میرا کہ فلک پر سے گذر جائے
وہ نیزہ ہے میرا کہ اجل خوف سے مر جائے
وہ ضرب ہے میری کہ پڑین جان کے لالے
وہ ڈہال ہے میری کہ زمانہ کو چھپالے

پھر اوس سے کہا بیٹے اوٹہاکر سر مغرور
ہان سچ ہے کہ تو جرات و ہمت مین ہے مشہور
پائے ظفر اوس طفل پہ یہ عقل سے ہے دور
مجبور کرے اوسکو یہ تیرا نہین مقدور
خود تو ہی کر انصاف ذرا ہوش مین آکے
کیا آپ سے جاتا ہے کوئی منہ مین قضا کے

اون سا کوئی دنیا مین نہین اور جوانمرد
دیکھے سے اونہین خوف سے ہو جاتا ہے منہ زرد
یکتا ہین وہ جرات مین شجاعت مین ہین فرد
اون لوگون کے آگے ہین دلیران جہان گرد
دشوار سرون پر بھی ہو لینا سپر انکا
جس صف پہ چلین مینہہ برستا ہے سر انکا

رستم بھی نہ ہو اون سے لڑائی مین ظفریاب
سام آئے تو صمصام کی اوسکو بھی نہ ہو تاب
اک طفل سے بھی کم ہے وہان جرات سہراب
ہو زال کا منہ فق تو نریمان کا جگر آب

جا سکتی نہین شیر وہان ہم تو بشر ہین
جن مانگتے ہین اون سے امان ہم تو بشر ہین

میدان مین گراتے ہین وہ لاکھون کو دم حرب
ہو جائین صفین صاف پڑے اونکی جو ایک ضرب
کچہ اونکو پہنچتا نہین رنج و الم و کرب
ہم رزم کوئی اونکا نہین شرق ستی تا غرب

مرتے نہین جبتک وہ پلٹتے نہین رن سے
شیر اونکو نظر آتے ہین جنگل مین ہرن سے

مشہور وہ اولاد علی آل نبی ہین
ضیغم ہین جوان مرد ہین والا حسبی ہین
سید ہین بنی ہاشمی و مطلبی ہین
رکہتے وہ بجا ہوش دم تشنہ لبی ہین

وان کوہ گران بہی ہے پر کاہ کی صورت
رستم بہی اگر آے تو روباہ کی صورت

آنکہہ اون سے دم حرب ملائی نہین جاتی
تیغین بہی وہ ہین جنکی صفائی نہین جاتی
وہ جنگ مین بگڑے تو بنائی نہین جاتی
وہ ضرب پہاڑون سے اٹہائی نہین جاتی

داد اونکو شجاعون سے شجاعت مین ملی ہے
خالق سے اونہین تیغ بہی خلعت مین ملی ہے

میدان مین قدم آگے بڑہانے نہین دیتے
دشمن کو مقابل کبہی آنے نہین دیتے
آنکہہ اپنے سے شیرون کو ملانے نہین دیتے
آجائے اگر پہر اوسے جانے نہین دیتے

وہ تلتے ہوے رن مین جو آے غضب آیا
اپنے کو بچا نیکا نہ دشمن کو ڈہب آیا

سنکر یہ ستمگر کا ہوا دل تہ و بالا
تہی مصلحت اسمین کہ نہ کچہہ منہ سے نکالا
غصہ سے سیہ قلب کا منہ ہوگیا کالا
ہر طرح کیا ضبط طبیعت کو سنبہالا

سونچا کہ لڑائی کا نہ انجام بگڑ جائے
ایسا نہ ہو برسون کا بنا کام بگڑ جائے

کہنے لگا پھر سب سے یہہ آہستہ وہ بدذات
کسنے کہا تم سے کہ بنو مورد آفات
کیون اتنے ہوئے گرم کہ تھی کونسی یہ بات
تھا میرا جو مطلب کوئی سمجھا نہین ہیہات

مقصود یہ میرا ہے کہ تدبیر سے لو کام
دشوار اگر ہے بھی تو آسان ہو انجام

اور دیکے تسلی یہ کہا تم ہو تن و مند
امداد ادھر سے ہو تو تم اون سے ہو دو چند
جاؤ معہ رہوار کمندون مین کرو بند
ہاتھون سے نکلجائے نہ خوندمیر کا فرزند

مشہور جہان مین رہے یہ کام تمہارا
تا حشر رہے زیر فلک نام تمہارا

شہزادہ کا توسن ہوا اتنے مین نمودار
منہ سرخ تھا غصہ سے نظر جانب اشرار
قبضہ مین چمکتی تھی عجب شان سے تلوار
مجمع کو جو دیکھا تو کہا اور بھی للکار

اے زمرہ بے دین خبردار مین آیا
ہشیار ہو ہشیار ہو ہشیار مین آیا

یہہ سنتے ہی اوسان اوڑے سب کے سراسر
حیران تھا کوئی تو کوئی آپ سے باہر
سکتہ ہوا عنیل کو ہوئی فوج بھی ششدر
گھبرایا کسی نے تو کہا وا اسے مقدر

کہتا تھا کوئی جان بچائی نہین جاتی
بگڑی ہوئی تقدیر بنائی نہین جاتی

کی آہ کسی نے تو کسی نے کئے نالے
ہر شخص کو اپنی تھی کسے کون سنبھالے
تھین بلبلین برباد تو آوارہ رسالے
بھاگین بھی تو کسطرح ذرا ہوش تو آلے

ہیبت سے پریشان تہا ہر ایک ستمگر
مایوس تہا کوئی تو پڑا تہا کوئی مر کر

اٹہا کوئی بیتاب تو بیٹہا کوئی غم سے
گہوڑے پہ چڑہا کوئی تو اس بیم و الم سے
بہاگا کوئی ہیبت سے تو ٹوٹا کوئی دم سے
گہوڑے نے جو کی جست گرا سامنے دم سے

چلے مین کوئی تیغ عوض تیر کے جوڑا
سمجہا کوئی نیزے کو تبر تیر کو کوڑا

ہوش آیا جو عقیل کو تو گہبرا گیا اک سر
غش آیا جو ہیبت سے تو بچہایا وہین چکر
رہ رہ گیا سہما ہوا گہٹ کر کہین ٹہر کر
بہاگا جو سنبہلکر تو گرا راہ مین اکثر

رو رو کے یہ کہتا تہا کوئی مجہکو بچا لو
کہتا تہا کبہی سب سے کہ دوڑو مجہے آلو

ہیبت سے ستمگر کے یہ تیور نظر آے
تہا جی مین یہی ڈر نہ کہین وہ ادہر آے
آنکہون کو سجہائی نہ دئے اپنے پرائے
گہبرا کے یہ کہتا تہا کبہی لو وہ در آئے

دستار کا ہل کہل کے ہر ایک پیچ بنا طوق
تہا شور کے شیطان کے گردن مین پڑا طوق

لشکر سے ہوا اتنے مین اک شخص نمود آ
کیون اتنا پریشان ہی وہ ظالم غدار
کی عقیل مغرور سے اسطرح کی گفتار
وہ جوش کہان ہے وہ کہان دعوے بیکار

وہ تیر کہان ہے جو فلک سے ہی گذر جاے
وہ تیغ کہان ہے جو رگ جان مین اتر جاے

وہ ضرب کہان جس سے جہان تہا تہ و بالا
وہ گرز گران سر ہے کہان جلد اوٹہا لا
مرتی تہی اجل خوف سے وہ کیا ہوا بہالا
عالم کو چہپالے وہ سپر کیا ہوئی لالا

پیغام قضا ہاتہہ ستمگار کہان ہے
تہا جسکا قضا نام وہ اب وار کہان ہے

لڑکے سے لڑائی کیلئے عار تہا تجہکو بازیچہ اطفال سے انکار تہا تجہکو
اس زعم پہ وہ غرہ بیکار تہا تجہکو یہ عہدہ ہی ظالم نہ سزاوار تہا تجہکو
وہ ولولۂ جوش شجاعانہ ہوا کیا
وہ حوصلۂ ہمت مردانہ ہوا کیا

گہبرا کے کہا اوسنے نہین ہوش بجا اب کر طعنہ زنی مجہپہ نہ تو بہر خدا اب
تقدیر سے ہون مورد آفات و بلا اب پہرتی ہے مرے آنکہون مین ای یار قضا اب
اوس لاف زنی کی مجہے وان چلکے سزا دے
اے مرد خدا یا تو میری جان بچا دے

شہزادہ پہ اس سمت کمند نکلی تہی بوچہاڑ اودہر تہا ہر اک حلقہ پہ پہرا ہوا رہوار
تن تن کے یلی پڑتی تہی تلوار پہ تلوار نعرہ پہ غضب نعرہ تہا للکار پہ للکار
میدان مین جو شئی تہی دم بازپسین تہی
ہنگامۂ محشر تہا کہ مقتل کی زمین تہی

اتنے مین پڑے حلقے کمندونکے لپٹ کر خالی کیا اوس شیر نے اون حلقونکو ٹہکر
پہر غیظ سے حملہ جو کیا اونپہ پلٹ کر اشرار کے ہمراہ گرے حلقے بہی کٹکر
حلقے نظر آئے نہ کلائی نظر آئی
اک حملہ مین اون سب کی صفائی نظر آئی

جو بچگئے ناچار ہٹے پیچہے جہجک کر رہ رہ گئین ہاتون مین کمندین بہی لٹک کر
رکہہ رکہہ دیا اسوار ونے ہتیا جو تہک کر چمکار کے غازی نے دیا گہوڑے کو چکر

دشمن پہ کیا وار نہ ابرو پہ بل آیا
پہر فوج سے وہ شیر نیستان نکل آیا

پہر فوج بہی دم لیکے اودہر سے ادہر آئی
لیکن کوئی تدبیر بنائے نہ بن آئی
جس سمت تہا شہزادہ اودہر باگ پہرائی
شہزادہ کی کرتے تہے ملک مدح سرائی

ٹاپون ہی سے رہوار کی پامال تہا لشکر
سردار جو بیباک تہے تو بدحال تہا لشکر

بڑہ بڑہ کے اودہر اوہ ہٹتے تہے جب نیزۂ خونخوار
جب گوشہ نشین اعدا کی نظر آئی تہین بیکار
تن تن کے ادہر غیظ مین آتے تہے اشرار
چلاکے یہ کہتے تہے خبردار خبردار

گر پاؤن بڑہے ایک ذرا سے بہی تمہارے
یہ خوب سمجہہ لو کہ جہنم کو سدہارے

غازی نے وہ حملے کئے گہبرا گیا لشکر
استنے مین مدد کیلئے اور آگیا لشکر
پیدا ہوا گہونگٹ اوسی دم کہا گیا لشکر
بادل کیطرح چار طرف چہا گیا لشکر

اوس چاند کو ہالے کیطرح گہیر لیا پہر
قابو جو بنا اپنے طرف پہیر لیا پہر

نرغہ مین سوارون کے گہرا اسد عالم
جب ٹوٹ پڑا آپ پہ وہ لشکر ظالم
گردن مین کمندون پہ کمندین پڑین پیہم
خوش ہوکہ یہ فرمایا کہ مہدی پہ فدا ہم

حلقے جو کمندون کے پہکے لشکر کین سے
گہوڑے کا بہی سر گز نہ ہلا پاؤن زمین سے

جب بند کمندون مین ہوا وہ شہ صفدر
خیمہ کیطرف لیچلے جو وقت ستمگر
تیغ و تبر و تیر کی بارش ہوئی سر پر
زخمون سے یہ عالم تہا کہ غش آتا تہا اکثر

چادر تھی رواں خون کی ہر عضو بدن سے
صد شکر یہ آواز نکلتی تھی دہن سے

داخل ہوئے جب خیمۂ عینل مین ستمگار — کہنے لگے فخریہ کہ یہ ہے وہی جرار
لشکر کو ترے تیغ سے جس نے کیا مسمار — تھا جس سے کہ میدان مین ٹھہرنا ہمین دشوار

مہدی کا جگر گوشہ و دلبند یہی ہے
یکتا ہے جو خوند میر کا فرزند یہی ہے

میدان مین کی پہلے پہل اس نے چڑھائی — مارے ترے احباب و اقارب تری بہائی
غل تہا یہی ہر سمت کہ بہاگو اجل آئی — اس ایک کے ہاتوں ہوئی لشکر کی صفائی

اک شور کی آتی تھی صدا چرخ بریں سے
اوکھڑے ہو سب فوج کے پاوں تلے زمین سے

دے حکم اب اسکے لئے جو ہو تجھے منظور — جو چاہین سزا دیں انہین قابو سے نہین دور
ہو سکتا ہے سب کچھ کہ یہ اس وقت ہے مجبور — چلا کے پکارا وہ جفا پیشہ و مغرور

لیجائے چھڑا کر نہ وہ یہ جسکا پسر ہے
سر کاٹ لو اسکا مجھے خوند میر کا ڈر ہے

سب جمع ہوئے ایک جگہ سرکش و بیباک — اور ظلم سے حضرت کو لٹایا بہ سر خاک
سینہ پہ چڑھا ایک ستم پیشہ و سفاک — شہزادہ نے فرمایا وہین ہوکے غضبناک

اے بے ادبو اب بہی مین تم سے نہین مجبور
لیکن ہے شہادت بہی خدا کو مری منظور

چاہوں تو ابہی نوح کا طوفان بپا ہو — چاہوں تو یہ لشکر ابہی دم بہر مین فنا ہو
تا حشر ہے یاد تمہین ایسی سزا ہو — آجائے نظر تم ابہی کیا ہے ابہی کیا ہو

ساتون طبق ارض دہل جائین وہ مین ہون
سکان سموات بہی تہرائین وہ مین ہون

مشہور ہین دنیا مین ہون خوند سرکی تصویر
حاصل نہین ہر ایک کو یہ عزت و توقیر
فرزند مین اسکا ہون جو ہے صاحب شمشیر
مرضی مین خدا کی نہین گنجایش تقریر
جو اسکو ہو منظور خوشی ہے وہ ہماری
جسمین ہو وہ مسرور خوشی ہے وہ ہماری

جینے کی خوشی ہے نہ ہمین مرنیکا ڈر ہے
یہ راہ وہ ہے سب کا اسی راہ گذر ہے
اس زیست کا انجام اگر ہے تو سفر ہے
اے بیخبرو تم کو بہی کچہ اسکی خبر ہے
مرنا ہے مبارک ہمین مرنیکا نہین غم
کیون غم ہو کہ اک روز ہے سب درہم و برہم

دنیا ہے سرا ایسی کہ راحت نہین اسمین
یہ چشم وہ ہے کچہ بہی مروت نہین اسمین
یہ دوست وہ ہے نام کو الفت نہین اسمین
جو بات ہے بیرنج و مصیبت نہین اسمین
یہ لائے جہان عیش وہ غم سے ہے زیادہ
یہ جسپہ کرے رحم ستم سے ہے زیادہ

حاصل ہے اگر کچہ تو وہ ہے قبر کی آغوش
آخر نظر آتا ہے جنازہ بسر دوش
کیا فائدہ گر عمر دو روزہ پہ کیا جوش
وہ اسکو سمجہتے ہین کہ جو لوگ ہین ذی ہوش
درویش ہو یا شاہ ہو یا قطب زمان ہو
سبکی ہے یہی راہ مسن ہو کہ جوان ہو

تہا گرم نصیحت یہی وہ آل شہ لولاک
سر کو بہی جدا کر دیا سینہ بہی کیا چاک
بس اتنے مین گردن یہ پہرا خنجر سفاک
تہرائی زمین اور لرزنے لگے افلاک

خوندمیر کا جب ذبح ہوا لال زمین پر
ماتم کا ہوا شور بپا عرش بریں پر

غلمان کے رونیکی صدا آتی تھی پیہم
تھا چرخ پہ یہ شور کہ ہے شہ عالم

پریون نے بھی پر کھول دئے تھے پئے ماتم
جنات پکارے کہ ترے سر پہ فدا ہم

تھا دن وہ قیامت کا کہ تاریکئ شب تھی
ہر سمت سے آتی تھی صدا ہائے غضب کی

فرمایا شہ دین نے کہ یہ شور ہے کیسا
پر جوش نظر آتا ہے کیون لشکر اعدا

میدان مین خبر لو کہ ہوا حشر بپا کیا
اتنے مین خبر دی یہ کسی نے کہ اے آقا

دیکھا ہے ابھی مین نے کے سر تن سے جدا ہے
شہزادہ کا خون خیمہ عین سے بہا ہے

اس مژدہ کے سنتے ہی شہنشاہ دو عالم
کی عرض کے فرزند کے مرنیکا نہین غم

سر سجدہ شکرانہ خالق مین کیا خم
منظور خوشی تیری ہے ہر آن ہر اکدم

پالا تھا اونہین ناز سے پھر کن کیلئے تھا
اتنے سے کیا اتنا اسی دن کیلئے تھا

پھر شہ نے اوٹھا ٹیک کے تلوار زمین پر
دیکھا نگہ قہر سے جب جانب لشکر

میدان مین نظر آگیا ہنگامہ محشر
دہشت سے ستم بھول گئے سارے ستمگر

جس وقت شہ دین نے ہے شمشیر نکالی
چلائے ملک چرخ پہ یہ دنیا ہوئی خالی

مقبول تو کر اے پسر سید خوندمیر
تسکین کا کیا منہ ہی جو وہ کرسکے تقریر

تو اوسکا ہے فرزند جو ہے ثانی شبیر
جو کچھ ہے وہ سب ہے تیرے اعجاز کی تاثیر

صد شکر کہ ذاکر ہوں میں خاصان خدا کا
ہے فیض مجھے صرف میری طبع رسا کا

قصیدہ در شان حضرت بندہ کیمیا نگاہ سید محمد حسینی گیسودراز (?) صاحب سید یحیی خاتم المرشدین دریہ فیض مقید رحمتہ اللہ علیہ

قبلۂ دین و کعبۂ ایمان خاتم مرشد سید یحیی
حشر میں تم ہو میرے نگہبان خاتم مرشد سید یحیی

جتنے لگے خورشید قیامت کہتا ہوا ہر ایک یہ تڑپے
مجھکو جگہ دو زیر داماں خاتم مرشد سید یحیی

کبتک تڑپوں ہجر میں تیرے قدموں سے ہوں کوسوں میں دور
میری خبر لے شاہ شاہاں خاتم مرشد سید یحیی

خوف قیامت خوف جہنم مجھکو ستاتے ہیں یہ عجب
تیری ہی تو ہوں میں پریشاں خاتم مرشد سید یحیی

فیض ولایت فیض نبوت بخشی مجھکو بہر خدا
سینہ میں تیرے دونوں ہیں پنہاں خاتم مرشد سید یحیی

پیر طریقت تیرا لقب ہے بحر حقیقت تیری ذات
شاہ عرفان نور ایماں خاتم مرشد سید یحیی

عابد سالک زاہد عارف اپنی اپنی لیکے سند
در پہ کھڑے ہیں تیرے خواہاں خاتم مرشد سید یحیی

فقر و توکل صبر و قناعت ہمکو نہایت تھے دشوار
حکم سے تیرے ہو گئے آساں خاتم مرشد سید یحیی

بل بے تیری جرات و ہمت بوجھ لیا سب اپنے سر
سب ہیں تیرے بندۂ احساں خاتم مرشد سید یحیی

پیر طریقت شیخ زمانہ کامل و اکمل کیونہ بنے
جو ہو تیرا تابع فرماں خاتم مرشد سید یحیی

فیض مقید فیض مطلق دین دریہ عقدہ کشا
میرے نکالو مقصد و ارماں خاتم مرشد سید یحیی

گر ہو کلید دوزخ و جنت پاس تیرے تو کیا عجب ہے
جو کچھ ہیں تیرے ہیں شایاں خاتم مرشد سید یحیی

لایا نواسہ شان و شوکت ساری اپنے نانا کی
رخ سے عیاں ہے جلوۂ سبحاں خاتم مرشد سید یحیی

سر سے قدم تک صورت تھی ۲ اللہم صلی علیٰ
ہوتے ہیں کافر دل سے مسلماں خاتم مرشد سید یحیی

حور و غلمان تابع فرمان زیر اطاعت جن و بشر
دونوں جہاں کے تم ہو سلیماں خاتم مرشد سید یحیی

دیر کو جو ہو دل برہمن شیخ کی نیت سوے حرم
میرے دل و جان تجھپہ قرباں خاتم مرشد سید یحیی

بحر گناہ میں غرق نہو سکیں کا بیڑہ پار لگا
تیرے صدقے تیرے قرباں خاتم مرشد سید یحیی